طرف سے غم وغصہ ظاہر کیا گیا؛ بلکہ ایران میں ''اہل البیت ورلڈ اسمبلی/مجلس جہاں اہل البیت'' نے بھی نبی اکرم کی بعض ازواج کے بارے میں جھوٹے اور ناروا الزامات کی شدید مذمت کی۔ اور اس امر پر زور دیا کہ جو ایسے الزامات لگا رہے ہیں وہ یقیناً شیعوں اور اہل بیت کے پیروکاروں کی نمائندگی نہیں کرتے۔ [ماہنامہ **ضیائے آفاق** لاہور جنوری ۲۰۱۱، ماہنامہ **البرہان** لاہور نومبر ۲۰۱۰ء]

روزنامہ **صدائے گلگت** مؤرخہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء کی سرخی اس طرح تھی کہ ''امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن اور صحابہ کرام ﷺ کا گستاخ دائرہ اسلام سے خارج'': **ایرانی سپریم لیڈر خامنائی کا فتوی** ایران کے سپریم لیڈر کا ازواج مطہرات اور صحابہ کرام ﷺ کی توہین کو حرام قرار دیئے جانے پر گلگت بلتستان کے عوام نے اس فتوی کو زبردست الفاظ میں سراہا ہے۔ اور اس کو مسلمانوں کے مابین اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی طرف اہم پیشرفت قرار دیا ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے کہا کہ اس فتوی پر من وعن عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔

مذکورہ اخبار کے مطابق خبر ہے کہ سعودی عرب کے علماء کی سپریم کونسل نے اپنے ایک تازہ فتوے میں صحابہ ﷺ کے گستاخ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ نیز کہا گیا ہے کہ تمام صحابہ کرام ﷺ اور ام المؤمنین خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمیت تمام اہل بیت رسول ﷺ کا احترام ہر اہل سنت کے عقیدے کا جز ہے۔ جو شخص صحابہ کرام ﷺ یا امہات المؤمنین میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوگا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور وہ دائرہ کفر میں شمار ہوگا۔ نیز امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن اور آپ ﷺ کی اولاد اہل بیت میں شامل ہیں۔ یاسر مذکورہ کو محکمہ جنایات (جرائم) نے پندرہ برس قید اور اس کے بعد ملک بدر کرنے کی سزا سنائی۔

[ہفت روزہ '' الفرقان '' کویت شمارہ ۶۵۸ بتاریخ ۲۰۱۱/۱۲/۱۲ء]

ایک باپ کی نصیحت

[1] علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو اور حکماء کی بات غور سے سنا کرو۔ [2] توبہ میں دیر نہ کرو؛ کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں۔ [3] اپنے کاموں میں علماء سے مشورہ لیا کرو۔ [4] قرض سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو؛ کیونکہ یہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔ [5] نیک عمل اللہ تعالی کے ساتھ بغیر یقین کے نہیں ہوسکتا۔ [6] جب شیطان تمہیں شک میں مبتلا کردے تو یقین کی طاقت سے اسے بھگا دو۔ [7] جب وہ تمہیں عمل میں سستی کی طرف لے جائے تو قبر اور قیامت کی یاد سے اس پر غلبہ حاصل کرو۔

عصر حاضر کے تقاضے

دور جدید اور نوجوانان

انتخاب: حمید اللہ عابد غواڑی طالب علم B.Sc

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی بھی ملک، قوم اور خاندان کے مستقبل کے معمار اس کے نوجوانان ہیں۔ کسی بھی ملک، قوم اور خاندان کے نوجوانان پُر جوش، تازہ دم اور قابل ہوں تو دنیا کی کوئی بھی طاقت ان کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے سے نہیں روک سکتی۔ بقول شاعر مشرقؒ

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی   ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

قوم کی تقدیر کو بدلنے والا عنصر نوجوان ہیں، ان کی سوچ اگر مثبت ہو اور صحیح سمت میں ان کو تربیت دی جائے تب ہی وہ قوم کی تقدیر کو بدل دیتے ہیں اور شمشیر و سنان کے نعم البدل ہو سکتے ہیں۔ اگر قوم کے جوانوں کو منفی سوچ دی جائے اور انہیں غلط راستے کی طرف چلایا جائے تو اس قوم کا مستقبل داؤ پر لگ جاتا ہے۔ کسی قوم کو تباہ کرنے کی خواہش ہو تو اس پر میزائل سے حملہ کرنے یا ایٹم بم گرانے کی ضرورت نہیں، اس کا سادہ طریقہ یہ ہے کہ اس قوم کے نوجوانان کے دلی جذبات کو کسی ایسی چیز کی طرف مائل کر دیں جس سے وہ جسمانی، معاشی اور علمی و عقلی طور پر بد حالی کے شکار ہوں۔ مثال کے طور پر قوم کے تین چار نوجوانوں کو شراب، چرس، افیون یا ہیروئن کا عادی بنا کر چھوڑ دیں۔ ان میں سے ہر ایک نوجوان مزید چار پانچ کو خراب کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ اس طرح وہ چار افراد سولہ کو نشہ کے عادی بنا دیں گے اور یہ ناسور آہستہ آہستہ پورے معاشرے میں سرایت کر جائے گا۔ از خود وہ قوم جسمانی، معاشی اور عقلی طور پر تباہ ہو جائے گی اور دنیا مزے سے تماشا دیکھتی رہے گی۔

آج دنیا گلوبل گاؤں کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ قوموں کے درمیان ہر قسم کی ثقافتی، لسانی، معاشرتی اور اخلاقی دیواریں ختم ہو گئی ہیں۔ اور ان کے تمام اقدار اس طرح سے گھل مل گئے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی بھی اس طرح سے نہیں مل گئے تھے۔ اس کی وجہ دنیا میں تیز رفتاری سے بڑھتی ہوئی ترقی اور سہولیات کا زیادہ ہونا ہے۔ آج ڈش، کیبل، اور ٹیلیویژن کے ذریعے ہم کسی بھی ملک کا کوئی بھی پروگرام اپنے گھر کی دہلیز پر آرام سے دیکھ سکتے ہیں، جس سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہاں کس قسم کی زبان بولی جاتی ہے، کون سے کپڑے پہنتے ہیں اور ان کے ہاں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز۔

موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے ہم اپنی بات اور پیغامات ایک سیکنڈ میں دنیا کے دوسرے کونے تک بآسانی اور کم لاگت میں پہنچا سکتے ہیں۔ اس عالمگیریت (Globlization) کے فائدے اپنی جگہ، لیکن نقصانات کو دیکھتے ہیں تو رونگٹے کھڑے

ہو جاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جس ملک، قوم یا مذہب کے نوجوان جسمانی، عقلی یا معاشی کمزوری میں مبتلا ہوں گے وہ اپنی ثقافت کھو دیں اور طاقتور اقوام کی گئی گزری ثقافت کو اپنا لیں اور اپنی شاندار روایات اور تہذیب وتمدن کو بھول جائیں۔ ایسے میں کسی بھی قوم کے نوجوانان اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ وہ پُر جوش ہوتے ہیں، تخلیقی صلاحیت سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کوئی بڑا کام کرنے کے لیے ان کے پاس ذہنی وجسمانی صلاحیت ہوتی ہے۔ ناممکن کو ممکن بنانے کا ان کے اندر حوصلہ ہوتا ہے۔ جہاں بھی انقلاب آتا ہے تو نوجوانان آگے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے جدید دور کے ان مسائل کے ساتھ نمٹنا کوئی بڑی بات نہیں ہے؛ مگر شرط یہ ہے کہ ان کی صحیح سمت میں تربیت ہو۔ اس کے لیے پہلے سے ان کو تیار کرنا ہوگا۔ اسی ضمن میں ہی فرنکلن کہتے ہیں'' We cannot always build future for our youth,but we can build our youth for future.'' یعنی ہم اپنے نوجوانوں کے لیے مستقبل تعمیر نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہم اپنے نوجوانان کو مستقبل کے لیے تیار کر سکتے ہیں۔

ایک والد اپنے بچے کے لیے اپنی زندگی میں کتنا بھی مال جمع کر لے، بچے کی اگر صحیح سمت میں تربیت نہیں ہوگی تو والد کی جمع کی ہوئی دولت کو ایک سال میں ہی اڑا دے گا۔ نوجوانوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس جدید دور میں اپنے تہذیب وتمدن کو بچاتے ہوئے زمانے کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں۔ جدیدیت کی اس گہما گہمی میں اپنے اقدار کو بچاتے ہوئے جدید زمانے کے ساتھ آگے جانے کے حوالے سے تین قسم کے نوجوان نظر آتے ہیں:

۱۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جدید چیزیں، مثلاً موبائل، انٹرنیٹ، کیبل، ٹیلیویژن یا ٹیلیفون وغیرہ کو رد کرنا چاہیے، ان کو معاشرے میں آنے ہی نہیں دینا چاہیے۔ ان کے استعمال سے معاشرہ خراب ہو جاتا ہے، گندی سماجی عادات جنم لیتی ہیں۔ یہ رویہ اپنی جگہ صحیح ہے یا غلط؛ لیکن جدیدیت کے اس سیلاب کو نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا لینا ہماری مجبوری بن گئی ہے؛ کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے بغیر ہم معاشرے میں اس دور سے ہم آہنگ زندگی نہیں گزار سکتے۔ یہ چیزیں سیلاب کی طرح ہمارے معاشرے میں داخل ہوگئی ہیں اور ان کو روکنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ ان کی خام خیالی ہوگی کہ وہ ان تمام چیزوں کو مکمل روک سکیں گے۔

۲۔ دوسرے قسم کے نوجوان ان تمام چیزوں کو دل وجان سے قبول کر لیتے ہیں اور ان کو استعمال کرنے کا صحیح طریقہ جانتے نہیں یا نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر ان کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ٹیلیویژن دیکھتے ہیں اور اتنی آزادی سے دیکھتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ کون سے پروگرام دیکھنے کی اجازت دیتا ہے اور کون سے پروگرام دیکھنے سے